بیسویں صدی میں برصغیر پاک وہند کی اہم کتب فتاویٰ کا پس منظر اور منہج و اسلوب

ڈاکٹر حافظ غلام یوسف ☆

انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں برصغیر پاک وہند پر برطانوی استعمار کا غلبہ مستحکم ہو گیا تھا۔ اور اس نے آہستہ آہستہ ملّت اسلامیان ہند کی فکرونظر کو منقلب کرنا شروع کردیا۔ روایتی نظام تعلیم و تدریس کی جگہ کالج اور یونیوسٹیوں نے لے لی اور مذہبی طبقہ خصوصاً علماء جنہوں نے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اُن کو معاشرہ سے الگ تھلگ کرنے کی کوششیں ہوئیں۔

ملّت اسلامیہ ہند کے صاحب فکرونظر علماء نے اِس استعماری فتنہ کے سد باب کے لئے صف بندی کی، جگہ جگہ مدارس کا قیام عمل میں آیا، جہاں اوّلین ترجیح مسلمانوں کے عقائدواعمال کا تحفظ تھا، اور مسلمانان ہند کی علمی و دینی ضرورت کی تکمیل کے ساتھ ساتھ استعماری فتنوں، مثلاً مشنری سرگرمیوں، مشترقین کے اعتراضات کے جوابات، ردِقادیانیت اور تجدد پسندی کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش کی گئیں۔

انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا،جہاں روایتی نظام کے تحت تدریس کا انتظام تھا، جبکہ دوسری طرف سرسید احمد خان نے جدید مغربی اُسلوب تعلیم کو رواج دیا ۔

انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر تک ملت اسلامیہ ہند مسلکی اعتبار سے الگ الگ خانوں میں ابھی تک نہیں بٹی تھی حالانکہ دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ اِس دور میں علمائے کرام، علمائے حیدر آباد دکن، علمائے فرنگی محل اور علمائے لدھیانہ وغیرہ کے ناموں

☆ریسرچ ایسوسی ایٹ، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

سے مشہور و معروف تھے۔

اہلسنت والجماعت کے مسلکی اعتبار(اہلحدیث، دیوبندی اور بریلوی) سے تفریق سے قبل برصغیر پاک ہند کی کُتب فتاویٰ میں جو مسائل زیر بحث رہے اُن میں دین اسلام کے بارے میں بنیادی معلومات مثلاً عقائد وعبادات کے علاوہ استعماری عہد کے حکمرانوں اور اُن کے عقائد وتعلیمات کی تردیدوابطال، ردّ قادیانیت، نیچریت کے خلاف فتاویٰ تحریک وہابیت اور اِس کے عقائد و تعلیمات کے بارے میں فتاویٰ، ہندوستان کی حیثیت دارالحرب، دارالسلام وغیرہ جیسے مسائل بیان ہوئے ہیں ۔

زیر نظر مقالہ میں متفرق نقطہ ہائے نظر کے حامل علمائے اہل سنت کے کی سترہ کتبِ فتاویٰ کا تعارف کرایاگیا ہے اور یہ کتب فتاویٰ چوبیس جلدوں، سات ہزار بیس (۷۰۲۰) صفحات اور تین ہزار آٹھ سو چورانوے (۳۸۹۴) فتاویٰ پر مشتمل ہیں۔

اِن سترہ مفتیوں کی فتاویٰ کے ضمن میں خدمات زیادہ تر تیرہویں صدی ہجری کے حوالے سے ہیں لیکن انہوں نے چودھویں صدی ہجری کے آغاز کا زمانہ بھی پایا اور فتاویٰ کی خدمات انجام دیں۔ ان کی پہچان سنی مسلمانوں کے تین مکاتبِ فکر (اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی)میں سے کسی سے نہیں ہے کیونکہ ان تینوں مکاتبِ فکر کا ظہور اور ان میں واضح اختلاف چودھویں صدی ہجری کی دوسری دہائی سے نمایاں ہونا شروع ہوا ہے ۔

نیز اُن مفتیوں کے فتاویٰ کوبھی زیر بحث لایاگیا ہے جنہوں نے چودھویں صدی ہجری کا اکثر زمانہ پایا لیکن ان کی پہچان ان تین مکاتب فکر کے حوالے سے نہیں۔ مثلاً علمائے فرنگی محل، علمائے حیدر آباد دکن اور علمائے لدھیانہ۔ جب کہ بعض علماء ان مذکورہ مکاتب فکر سے لاتعلقی کا اظہار بھی کرتے ہیں اور بعض اپنے مسلک و مشرب کو الگ متعار ف کراتے ہیں۔

مثلاً علمائے فرنگی محل کے فتاویٰ کے ایک مجموعہ میں مرتب نے ان فتاویٰ کی اشاعت کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے''مفتی محمد عبدالقادر کے جاری کردہ فتاویٰ میں سے صرف ان فتووں کا انتخاب اس کتاب کے لئے کیا گیا جو یا تو عام طور پر پوچھے جاتے ہیں یا جن کے بارے میں خاص طور پر علمائے فرنگی محل کا مسلک جاننے کی خواہش پائی جاتی ہے''(۱)۔

اسی طرح کی وضاحت علمائے لدھیانہ کی طرف سے بھی کی گئی ہے چنانچہ ابنِ انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی لکھتے ہیں ''ہمارے بعض مخلص حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ اکابر علمائے لدھیانہ ، اکابر علمائے دیوبند کے شاگرد ہیں یا منتسبین میں سے ہیں۔ بلکہ وہ (علماء لدھیانہ) خود ایک مکتبِ فکر کی حیثیت رکھتے ہیں''(۲)۔

۱- مجموعۃ الفتاویٰ (از عبد الحی بن عبدالحلیم لکھنوی(۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء - ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ تین جلدوں، ایک ہزار ایک سو اٹھائیس (۱۱۲۸) صفحات اور ایک ہزار پچاسی (۱۰۸۵) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اس مجموعہ میں شامل زیادہ تر سوالات و جوابات عربی اور فارسی میں تھے۔ مفتی محمد برکت اللہ فرنگی محلی نے ان کا اردو میں ترجمہ کیا جبکہ مفتی محمد وصی علی ملیح آبادی نے ان فتوؤں کو مرتب کیا۔ پاکستان سے پہلی بار ایچ-ایم-سعید کمپنی، کراچی سے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا گیا(۳)۔

مولانا عبدالحی باندا (۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء) میں پیدا ہوئے(۴) قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اپنے والد اور مفتی نعمت اللہ سے تمام درسی کتابیں پڑھیں اور سترہ (۱۷) سال کی عمر میں سندِ فراغت حاصل کر لی۔

اس کے بعد حیدر آباد دکن میں درس و تدریس کی خدمات انجام دینا شروع کر دیں،(۵) کچھ عرصہ کے بعدحیدر آباد دکن سے لکھنؤ آگئے اور آخر عمر تک یہیں درس و تدریس ،تصنیف و تالیف اور افتاء کی خدمات انجام دیتے رہے(۶)۔

دو مرتبہ حج کرنے گئے اور سفرحج کے دوران حرمین شریفین کے کبار علماء سے استفادہ بھی کیا۔ ان کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہوتا ہے۔

سید طفیل احمد ان کے بارے لکھتے ہیں ''پچھلے دنوں اسی خاندان میں مولوی عبدالحی صاحب یکتائے روزگار ہوئے جنہوں نے صرف انتالیس (۳۹) سال کی عمر پائی اور اس مدّت میں مختلف علوم و فنون پر ایک سو چار اعلیٰ درجہ کی کتابیں تصنیف کیں''(۷)۔

مولانا اشرف علی تھانوی مولانا عبدالحی کے بارے میں لکھتے ہیں: ''بڑے صاحبِ کمال تھے عمر تقریباً ۳۸ یا ۴۰ سال ہوئی ...مولوی صاحب کے سرہانے سے ایک شیشی خون کی دبی ہوئی نکلی تھی اس سے شبہ ہو تا ہے کہ کسی نے سحر کیا اُس میں انتقال ہو گیا اس تھوڑی سی

عمر میں بہت کام کیا سمجھ میں نہیں آیا وقت میں بہت ہی برکت تھی ہر فن سے مناسبت تھی اور ہر فن کی خدمت کی"(۸)۔ ان کی وفات (ربیع الاول ۱۳۰۴ھ/ نومبر ۱۸۸۶ء) لکھنؤ میں ہوئی(۹)۔

چند اہم خصوصیات

۱۔ اس مجموعہ میں عقائد، عبادات، معاملات وغیرہ جملہ امور سے متعلق فتاوی ملتے ہیں۔

۲۔ مولانا عبدالحیٔ کے فتاوی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے آخری دور اور چودھویں صدی کے آغاز کے وقت کے مسائل کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے اور اس دور کے فتاوی کا یہ پہلا ضخیم مجموعہ ہے ۔جبکہ اس دور کے حوالے سے فتاویٰ کے کسی اور ضخیم مرتب شدہ مجموعہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ فتاوی کے دیگر ضخیم مجموعے بعد کے دور سے متعلق ہیں۔

۳۔ اس وقت کے جدید مسائل مثلاً انگریزی پڑھنا، انگریزوں کے پاس ملازمت کرنا، انگریز حکومت سے پنشن لینا، انگریزی کمپنیوں کی تیار کردہ دوا، بسکٹ، کپڑا، چینی وغیرہ کا استعمال جیسے مسائل کے بارے میں ابتدائی رہنمائی ملتی ہے کیونکہ اس دور میں یہ مسائل پیدا ہو رہے تھے(۱۰)۔

۴۔ فتوی دیتے وقت زیادہ تر دلائل قرآن اور حدیث سے نقل کرتے ہیں اور بعض دفعہ ایک سے زائد کتابوں سے دلائل نقل کرتے ہیں(۱۱)۔

۵۔ حوالہ جات میں قرآن کریم اور کتب احادیث کے علاوہ شروحات حدیث(فتح الباری، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) اور فقہ کی کتابوں میں سے ھدایہ، کنزالدقائق، شامی، فتح القدیر، بحرالرائق، اور تبیین الحقائق) کے حوالے ذکر کرتے ہیں۔

۶۔ پوچھے گئے بعض سوالات ایسے بھی ہیں جو کہ مفصل و مدلل ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سائلین کا تعلق اہل علم کے طبقہ سے ہے(۱۲) ایسے سوالات کے جوابات مولانا نے مفصل و مدلل اور محققانہ انداز میں دیئے ہیں۔

۷۔ بعض نازک اور اختلافی و نزاعی مسائل میں اعتدال کی راہ اپناتے ہوئے بڑی

خوش اسلوبی سے جوابات دیتے ہیں اپنا موقف اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جس سے کسی کی تنقیص یا دل آزاری نہیں ہوتی(۱۳)۔

۸- بعض جگہ مولانا عبد الحیٔ کی تحقیق تاریخی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی مثلاً یزید کے متعلق دیئے گئے فتوی میں تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اور پھر حرم مکہ پر لشکر کشی کی اور اسی جنگ کی بدولت حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کو حرم کے اندر شہید کیا اور یزید ایسے ہی مشاغل میں مشغول تھا کہ مرگیا''(۱۴)۔

یہاں لکھا ہے کہ عبداللہ ابن زبیرؓ کو یزید نے شہید کرایا حالانکہ یزید ۱۴ ربیع الاول ۶۳ھ میں پینتیس ۳۵ سال کی عمر میں فوت ہوچکا تھا(۱۵) جبکہ عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت ۱۷ جمادی الثانی بروز منگل، ۷۳ھ کو حجاج بن یوسف کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی(۱۶)۔

۹- بعض اوقات ایک ہی مسئلہ کے بارے میں دیئے گئے فتاوی میں تضاد پایا جاتا ہے اور اس تضاد کی کوئی وجہ بھی تحریر نہیں کی گئی کہ کونسا فتوی راجح ہے اور کونسا مرجوح مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کے متعلق دو متضاد فتاوی موجود ہیں(۱۷)۔ اسی طرح دارالحرب میں کفار سے سودی لین دین سے متعلق دو فتاویٰ ہیں ایک فتوی جواز کا جبکہ دوسرا عدم جواز اور حرمت کا(۱۸)۔

۱۰- مولانا عبدالحی کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت کے دوران ھندوستان کے دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دیا تھا(۱۹)۔ جبکہ بہت سے دیگر مفتیوں نے دارالحرب ہونے کا فتوی دیا(۲۰) اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م، ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴)نے بھی ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتوی دیا تھا(۲۱)۔

۲- جامع الفتاویٰ

(از عبد الفتاح بن عبد اللہ حسینی نقوی، ولادت ۱۲۳۴ھ/۱۸۱۹ء۔ تاریخ وفات: نامعلوم)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، تین سو پندرہ (۳۱۵) صفحات پر مشتمل ہے(۲۲)۔ مطبع فتح الکریم، بمبئی سے ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء میں شائع کیا گیا۔

مفتی عبدالفتاح کی ولادت ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۹ء میں ہوئی۔ تحصیل علم کے بعد ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء میں ''خاندیس'' کے مفتی مقرر ہوئے پھر ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء میں فنسٹن کالج، بمبئی میں شعبہ تدریس سے وابستہ ہوگئے اور آخر عمر تک اسی کالج میں خدمات انجام دیتے رہے (۲۳) انگریز سرکار کی طرف سے ان کو خدمات کے عوض ''خان بہادر'' کا لقب دیا گیا (۲۴)۔

مختلف موضوعات پر انکی تصانیف کی تعداد آٹھ شمار کی گئی ہے (۲۵)۔ ان کی وفات کی تاریخ کے بارے میں علامہ عبد الحیٔ لکھتے ہیں: ''لَمْ نَعْثُرْعَلٰی سَنَةِ وَفَاتِهٖ'' (۲۶)۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ میں صرف ایک ہی موضوع یعنی شاہ محمد اسماعیل شہید اور مولانا نذیر حسین دہلوی سے متعلق فتاویٰ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

۲- اس مجموعہ کی وجہ تالیف اور مقصدِ اشاعت کو مفتی عبد الفتاح ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: ''جامع الفتاویٰ کی جلد دوم واسطے رفعِ اعتراضات و زبان درازی لامذھباں و نائبانِ دجّال اشاعت پائی جس میں ایک سوپچیس (۱۲۵) کُتب و رسائل مؤلفہ علماء عصر کا خلاصہ بیان ہوا و گواہ غیر مقلدین لامذہب وہابیہ و لہابیہ و نیچریہ کے اعتراضات و سوالات کے گذرے۔ اکثر ناظرین انصاف قرین خواص و عوامِ مسلمین نے ان کتابوں کو نہایت پسند کیا اور غیر مقلدین لامذہبوں کی دغل بازی و جعل سازی سے واقف ہوکر تقلید ائمہ دین حضرت خاتم النبیین کو مضبوط پکڑا اور غیر مقلدین میں سے جن کو خدانے ہدایت دی اپنے بدعقیدہ سے توبہ کرکے مقلد مذہب حنفی بنے مگر بعض اشرار مقام ضد وانکار میں آکر اعتراضات و رسائل اور سوالات و افترا و بہتان کی حکایات لکھ کر چھاپنے لگے دوسری جانب سے بحکم الاسلامُ یَعلُو وَلایُعلٰی اکثر علمائے حق پرست نے ہندوستان کے نامی شہروں سے کتب ردّ وہابیہ وَرَدّ غیر مقلدین وَرَدّ نیچریہ اور چھاپے ہوئے کتب و رسائل بروقت مرحمت فرمائے چنانچہ ایک سو اسی سے زیادہ طرفین کی کتابیں اس عبد ضعیف کو دستیاب ہوئیں ہر نسخہ کو اول سے آخر بلاتعصب بنظرانصاف مطالعہ کرکے بطور گواہان طرفین اس جلد سوم جامع الفتاوی میں داخل کردیا'' (۲۷)۔

مفتی عبدالفتاح اس کتاب کے آخر میں خاتمۃ الطبع کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''اس جلد سوم میں دو سو اکتالیس رسائل و کتب طرفین کی گواہی کا بیان لکھا گیا۔ اجماع علمائے عرب و عجم ہوا کہ مجتہد ین ائمہ اربعہ اہل سنت و جماعت کے مقلدین حق پر ہیں اور غیر مقلدین وہابی لامذہب باطل پر ہیں فیصلہ ایسا ہوا کہ سب طرح سے تصفیہ نظر آیا''(۲۸)۔

۳- مؤلف نے خود ہی اس مجموعہ کا تعارف کرا دیا تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

۴- مؤلف نے اس مجموعہ میں دو سو سات(۲۰۷) کے قریب رسائل کا تعارف کرایا ہے جن میں چند رسائل کا نام اور ساتھ ہی مفتی صاحب کا تبصرہ انہیں کے الفاظ میں بطور نمونہ پیشِ خدمت ہے۔

☆ اَلدُّرُالسَّنِیة فِیْ الرَّدِ عَلٰی الْوَھَّابِیة

مؤلف، سید احمد بن زینی دحلدن۔ مفتی فقہ شافعیہ، متوفی ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء ''اس میں شیخ عبدالوہاب نجدی کا خروج اور سعود خاندان کا مکہ و مدینہ میں قتل و غارت کرنا مفصل ذکر ہے''۔

☆ انوار ساطعہ

ازمولوی حکیم مقرب حسین خان ، ''بحث مولود شریف وایصال ثواب تخصص ایام زیارت، دہم، چہلم، اموات کو ثواب رسائل کے واسطے لامذہب غیر مقلدین کو مغلوب کردیا''۔

☆ اعانۃ المسلمین فی امور الدین

ازمولوی محمد مجید الدین ، '' دراحوال شیخ عبدالوہاب نجدی ، اور فتنہ بے دینی اس کا اور قتل وغارت گری کرنا حرمین شریفین میں اور توڑنا مقابر ، آثار متبرکہ جوکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ؄ تابعین کے زمانے سے تعمیر تھے اور ارادہ کرنا واسطے انہدام روضہ مطہرہ کے اور تہمت مشرک لگانا علمائے سلف و خلف اور انکار کرنا شفاعت، و ایصال ثواب، فضائل خاتم النبیین''۔

☆ انتصار السلام

مولوی عبدالقادر لدھیانوی، ''مسائل اختلافیہ اور بطلان طریقہ غیر مقلدین وہابیہ اور اثبات اقوال فقہاء مقلدین اہل سنت کا ذکر ہے''۔

☆ حربیہ حیدری

اس کتاب کے بارے میں مفتی عبد الفتاح لکھتے ہیں: '' غیر مقلدین کے رد و مغلوب کردینے میں ایک طالب علم بھی اہل سنت و جماعت کا کفایت کرتا ہے''۔

☆ سَبِیلُ الْمُؤْمِنِین لِهِدَایَةِ الْمُضِلِّیْن

ازمولوی عبدالشکور فیض آبادی، ''غیر مقلدین لامذہبوں کی اس کتاب میں بہت خیر خواہی کی ہے، اور اپنی عمر عزیز انکی نصیحت گوئی اور رہنمائی میں صرف کی اور کئی لامذھبوں کو اہل سنت و الجماعت بنایا''۔

☆ سیفُ الابرار اَلْمَسْلُول عَلَی الْکُفّار

از مولوی محمد عبدالرحمن سلہٹی ''مولوی نذیر حسین دہلوی کی کتاب (ثبوت حق الیقین) کا بہترین اندا زمیں رد کیا گیا ہے''(۲۹)۔

الغرض اسی انداز میں ۲۰۷ رسائل کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا اور ان کو گواہی ۱، ۲، ۳ وغیرہ کے عنوان سے تحریر کیا اورسب کے سب فتاویٰ شاہ اسماعیل شہید، وہابی جماعت، غیر مقلدین، مولانا نزیر حسین دہلوی سے متعلق ہیں۔

۳- فتاویٰ مسعودی

ازمحمد مسعود شاہ بن الہی بخش دہلوی (۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء - ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، چھ سو چالیس (۶۴۰) صفحات اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اس مجموعہ کی ترتیب و تبویب کا کام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے انجام دیا۔ حواشی مولانا محمد اشرف مجددی نے تحریر کئے۔ سرہند پبلی کیشنز، کراچی سے ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں شائع کیاگیا۔ اس مجموعہ کے قلمی نسخہ کے بارے میں تفصیل دیکھئے(۳۰)۔

مفتی صاحب کا اصلی نام رحیم بخش اور لقب محمد مسعود تھا۔ یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ ان کو اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ انکی پیدائش (۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) دہلی میں ہوئی[۳۱] نواب قطب الدین خان اور مولانا نذیر حسین دہلوی سے علومِ دینیہ حاصل کئے[۳۲]۔

تحصیل علم کے بعد ''مسجد جامع فتح پوری'' دہلی میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے شروع کئے۔ اسی مسجد میں (۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء) دارالافتاء[۳۳]۔ اور ایک دارالعلوم قائم کیا جہاں درسِ حدیث اور افتاء کا سلسلہ شروع کیا اور تاحیات اسی مسجد و دارالعلوم میں دینی خدمات انجام دیتے رہے[۳۴]۔ ان کی وفات (۱۰ رجب ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء) دہلی میں ہوئی[۳۵] مفتی صاحب کی درس و تدریس، تبلیغ و ارشاد اور افتاء کی خدمات تقریباً پینتیس ۳۵سال پر محیط ہیں[۳۶] انکی تصنیفی خدمات کی تفصیل دیکھیے[۳۷]۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ میں عقائد، عبادات اور معاملات سے متعلق فتاویٰ ہیں۔

۲- اس مجموعہ کی ایک منفرد خصوصیت جو اس کو فتاویٰ کے دیگر مجموعوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس مجموعہ میں چودھویں صدی ہجری کے آغاز کا (۲۹ صفر ۱۳۰۱ھ) پہلا فتویٰ موجود ہے جو شاہِ جنات کے استفتاء کے جواب میں تحریر کیا گیا ذیل میں بطور نمونہ اُس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

سوال؟ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ قوم جنات سے اگر کوئی جن بنی آدم کو تکالیف شدیدہ وایذاء لاحساب پہنچاتا ہو کہ اس کے لئے باعث ہلاکت ہو---ایک لڑکی جو کہ خاندان سادات سے ہے اور اپنی عفت و عصمت میں لاجواب ہے--- کوئی قوم جنات سے اسے لے گیا چونکہ اس کے وارثان نے اس کی جستجو میں زر کثیر و سعی بے حد و حساب ہے صرف کی تو اس کے بعد اہل اللہ وفقراء باکمال سے یہ سراغ مل گیا کہ ایک جن کے پاس ہے مگر وہ از بس سرکش و آزار دہندہ بنی آدم ہے لہٰذا بادشاہ جنوں کا علماء بنی آدم سے اس امر میں مستفتی ہے کہ اگر میں ایسے شخص کو قتل کرا دوں تو عنداللہ یوم الحساب مجھ سے کسی قسم کا مواخذہ اور دار و گیر تو نہ ہوگی؟۔

مفتی صاحب نے چھ صفحات پر مشتمل اس سوال کا مفصل و مدلل جواب دیا کہ بادشاہ جنات کے لئے ایسے سرکش اور درپے آزار جن کو قتل کرنا ازروئے شرع محمدی جائز ہے۔ اس فتوے میں نو قرآنی آیات اور چھ احادیث بطور دلیل پیش کیں(۳۸)۔

۳- ان کے فتاویٰ نہ زیادہ طویل ہیں اور نہ مختصر ہر فتویٰ مدلل بادلہ شرعیہ ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کے علاوہ زیادہ تر حوالے شامی اور فتاویٰ عالمگیری سے نقل کئے گئے ہیں۔ اکثر فتاویٰ اردو میں ہیں جب کہ بعض عربی اور فارسی میں بھی تحریر کئے گئے ہیں۔

۴- دلائل میں پیش کی گئی آیات قرآنیہ اور احادیث کے عربی متن کے ساتھ ساتھ اردو میں ترجمہ بھی تحریر کردیتے ہیں۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز کے مرتب شدہ فتاویٰ میں سے یہ دوسرا بڑا مجموعہ ہے۔

۵- اس مجموعہ میں شامل چند اہم مدلل و مفصل فتاویٰ سے متعلق مسائل کچھ اس طرح سے ہیں:(۳۹)۔

- ☆ مسئلہ خلقِ قرآن
- ☆ مسئلہ تقلید
- ☆ حرف ضاد اور ظاء کی تحقیق
- ☆ چلتی ریل میں نماز پڑھنے کا حکم
- ☆ بندوق سے شکار کے مسائل
- ☆ روافض سے متعلق مفصل تحقیق
- ☆ میت کے دفن کے بعد اذان علی القبر کا حکم
- ☆ ہندوستان کے دارالحرب و دارالاسلام سے متعلق بحث
- ☆ انگریزی پڑھنے کا حکم۔

۴- فتاویٰ علماء حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، ایک سو چوبیس (۱۲۴) صفحات اور ساٹھ (۶۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ قمری پریس، جالندھر سے ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۳ء میں شائع کیا گیا۔

اس فتاویٰ کے مرتب محمد شمس بن محمد سکندر ہیں جنہوں نے بعض اختلافی و نزاعی مسائل سے متعلق مختلف مکاتب فکر کے علماء سے رجوع کر کے فتاویٰ حاصل کئے اور عوام الناس کے استفادہ کے لئے شائع کرائے[۴۰]۔

چند اہم خصوصیات

۱- متفرق مسائل کے جواز وعدم جواز سے متعلق موصولہ فتاویٰ کو اس مجموعہ میں جمع کیا گیا ہے۔

۲- اس مجموعہ میں کوئی بھی ایسا فتویٰ شامل نہیں جس پر دو سے زائد مفتیوں کی تصدیقات موجود نہ ہوں۔

۳- بعض سوالات ایسے بھی ہیں جن کے متعلق اٹھارہ (۱۸) مختلف علماء کے فتاویٰ موجود ہیں[۴۱] جب کہ اکثر سوالات کے جوابات کی تعداد پانچ سے کم نہیں۔

☆ مثلاً مروجہ رسم فاتحہ علی الطعام کے جواز و عدمِ جواز سے متعلق دس فتاویٰ،[۴۲] چنگی پر ملازمت کے جواز و عدمِ جواز سے متعلق اٹھارہ (۱۸) فتاویٰ،[۴۳] انگریزی عدالت میں وکالت و ملازمت سے متعلق آٹھ(۸) فتاویٰ،[۴۴] منی آرڈر کے عدمِ جواز سے متعلق پانچ(۵) فتاویٰ،[۴۵] مسئلہ تقلید اور وہابیو ں سے متعلق سات مفصل فتاویٰ جن پر ستر(۷۰) دیگر مفتیوں کی تصدیقات ہیں،[۴۶] مروجہ محافلِ میلاد اور نذر لغیراللہ کے جواز و عدمِ جواز سے متعلق دس(۱۰) فتاویٰ موجود ہیں[۴۷]۔

۵- فتاویٰ ارشادیہ: از ارشاد حسین بن احمد حسین رامپوری (م۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ دو جلدوں، تین سو چوبیس(۳۲۴) صفحات اور دو سو تینتیس (۲۳۳) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ ان فتوؤں کی جمع و ترتیب کا کام محمد عبدالغفار نے انجام دیا[۴۸] اور الیکٹرک پریس آگرہ سے ۱۹۲۸ء میں شائع کیا گیا۔

مولانا ارشاد حسین کا خاندانی تعلق شیخ احمد سرہندی سے ہے اور مولانا انہی کے احفاد میں سے ہیں۔ ان کا شمار رامپور کے معروف علماء و فقہاء میں ہوتا ہے۔ علامہ عبدالحی ان کے بارے میں لکھتے ہیں: "وَانتَهَتْ اِلَیْهِ الفُتیاء ورِیَاسة مذهب الحنفی بِرامبور"،[۴۹]

ریاست رامپور میں فتویٰ اور مذہب حنفی کے سب سے بڑے مرجع تھے۔ ان کی وفات ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ء) رامپور میں ہوئی(۵۰)۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ میں فتاویٰ کو موضوعات کے تحت درج نہیں کیا گیا بلکہ ملے جلے فتاویٰ ہیں۔ زیادہ تر فتاویٰ کا تعلق عقائد اور سنت و بدعت کے مسائل سے ہے اور بقیہ فتاویٰ حلال اور حرام، صلوٰۃ، جمعہ، وقف، نکاح، طلاق، اور خرید و فروخت کے بارے میں ہیں۔ بطور نمونہ چند اہم فتاویٰ کے اقتباسات پیش خدمت ہیں:(۵۱)۔

☆ فتویٰ: ''شب معراج کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ کو راجح قول کے مطابق بچشم سر دیکھا تھا''۔

☆ فتویٰ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور یہ آپ کا سایہ نہ ہونا آپ کے معجزات میں سے ہے''۔

☆ فتویٰ: ''ہر چند کہ حدیث قدسی "لولاک لماخلقتُ الافلاک" کو بعض محدثین نے موضوع کہا مگر مضمون حدیث مذکورہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے''۔

مفتی صاحب نے اسکے بعد چند احادیث نقل کیں جن سے اس حدیث کا مفہوم ثابت ہوتا ہے۔

☆ فتویٰ: ''نور منور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا، بمقتضائے "وَاللّٰہُ خلقکم وماتعملون، وَاللّٰہ خالقُ کلّ شیٔ" نہ یہ کہ اپنی ذات سے کوئی جزو جدا کرکے نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا اس لیے کہ حق تعالیٰ ذی بعض اور اجزا نہیں قال فی عقائد النسفی: " ولایتبعض ولایتجزیٰ ولامرکب منھا"۔

☆ فتویٰ: ''قیام کرنا وقت ذکر ولادت سراپا برکت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فاتحہ کے واسطے دن کا متعین کرنا اور لوگوں کا جمع ہونا اور اختتام محفل پر شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ قیام مذکور مستحب اور مستحسن ہے، اور درمیان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑا ہونا مستحب ہے اس واسطے اس پر اجماع علمائے حنیفہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کا ہے اور

وہ جو مانعین لکھتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے علمائے مجتہدین صحابہ اور تابعین سے یہ بات ان کے دین کو برباد کرنے والی ہے اور بہت غلط ہے"۔

☆ فتویٰ: "یا شیخ عبدالقادر شیئاًللّٰہ کا وظیفہ کرنا پڑھنا بطریق ورد جائز ہے بشرطیکہ بقصد تبرک کے پڑھے اس میں کچھ قباحت نہیں"۔

☆ فتویٰ: "حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالی دینے والا کافر ہے، سب شیخین کفراست"۔

☆ فتویٰ: "اموات کی ارواح اپنے گھروں کو واپس آتی ہیں"۔

☆ فتویٰ: "چنگی لینا شرعاً حرام ہے، اور چنگی پر نوکری کرنا معاونت ہے اور معاونت علی الحرام حرام ہے" ۔

۲۔ اکثر و بیشتر فتاویٰ مختصر ہیں جہاں صرف صورت مسئلہ کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور دلائل کم ذکر کیے گئے ہیں۔ حوالہ جات جہاں کہیں ذکر کیے گئے وہاں صرف کتاب کا نام لکھنے پر اکتفاء کیا گیا۔

۳- حوالہ جات مکمل نہیں۔ زیادہ تر حوالہ جات: درمختار، شامی، فتاویٰ عالمگیری، احیاء العلوم، مدارج النبوۃ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) مرقاۃ شرح المشکوٰۃ، اور فتح القدیر کے دیے گئے ہیں۔

۴- اکثر فتاویٰ عربی اور فارسی میں ہیں اور کچھ اردو میں بھی ہیں۔

۵- زیادہ تر فتاویٰ کے آخر میں مفتی ارشاد حسین کے خلیفہ مولانا عبدالغفار کے تصدیقی دستخط موجود ہیں اور بعض فتاویٰ کی توضیحات و تشریحات بھی کردیتے ہیں اور ایسے فتاویٰ کی تعداد بھی کافی ہے جہاں ان دو کے علاوہ دیگر مفتیوں کی تصدیقات بھی ہیں ۔

٦۔ فتویٰ در تکفیر عروج جسمی و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

از قاضی عبید اللہ بن صبغۃ اللہ (۱۲۷۰ ھ/ ۱۸۵۸ء -۱۳۴۶ ھ/ ۱۹۲۷ء)

ستر صفحات پر مشتمل یہ فتویٰ ۳۰ شعبان ، ۱۳۱۱ ھ/ ۷،مارچ ۱۸۹۴ ء کو دیا گیا اور مطبع محمدی، مدراس سے شائع (۱۳۱۱ ھ/ ۱۸۹۴ء) کیا گیا۔

قاضی عبید اللہ بن صبغۃ اللہ کی پیدائش، ۲٦، شعبان ۱۲۷۰ھ/۲۳، مئی ۱۸۵۸ء کو مدراس

میں ہوئی انکی کم عمری میں اِن کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اِن کی تعلیم و تربیت ان کے چچا نے کی۔

حصول علم کے بعد مدراس میں ''المدرسہ المحمدیہ'' کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا اور زندگی بھر اسی ادارہ میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمات انجام دیتے رہے۔ جنوبی ہند کے مسلمان انکے فتاویٰ پر بہت اعتماد کرتے تھے اِن کو حکومت برطانیہ کی طرف سے خدمات کے اعتراف میں ''شمس العلماء'' کا خطاب دیا گیا تھا۔ اِن کی وفات بروز پیر۱۵ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ/ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۷ء کو مدراس میں ہوئی(۵۲)۔

چند اہم خصوصیات

۱- جیسا کہ فتویٰ کے عنوان سے ظاہر ہے اس مدلل و مفصل فتویٰ میں اُس شخص پر تکفیر کا حکم لگایا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عروج الی السماء اور قربِ قیامت نزول الی الارض کا منکر ہو۔

۲- قاضی صاحب نے متعدد قرآنی آیات اور پچاس(۵۰) احادیث صحیحہ مع مکمل حوالہ جات کے اپنے فتویٰ کی تائید میں پیش کیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عروج الی السماء اور قربِ قیامت نزول الی الارض کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

۳- اس کے علاوہ متعدد کتب تفاسیر، عقائد اور کتب فقہ و فتاویٰ سے عربی عبارات کے اقتباسات اور فقہاء کے اقوال نقل کئے جن سے اِن کے اس فتویٰ کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

۴- حوالہ جات میں مذکور چند اہم مآخذ کے نام یہ ہیں:-

قرآن کریم، صحاح ستہ، شرح النووی علی المسلم، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، تفسیر ابن کثیر، شرح فقہ اکبر، اعلام الہدیٰ وعقیدہ ارباب التقیٰ، (ازشیخ شہاب الدین السہروردی) **المسائرہ فی العقائد المنجیہ فی الآخرۃ،** (ازکمال الدین محمد عبد الحمید ابن ہمام) **عمدۃ العقائد،** (از عبد اللہ النسفی) **شرح العقائد، کتاب الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابی زید القیرانی،** (از شیخ الاسلام النسفراوی المالکی)، **اتمام الدرایہ شرح النقایہ،** (ازشیخ جلال الدین السیوطی) **الطریقہ الحمدیہ،** (از محمد آفندی)۔

فتویٰ کا سبب

یہ فتویٰ اس وقت جاری کیا گیا جب پاک و ہند میں فتنہ قادیانیت عروج پر تھا اور غلام احمد قادیانی علی الاعلان نبوت کا دعویٰ کر رہا تھا اور اپنے آپ کو مسیح و موعود ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا اور متعدد کتب و رسائل میں اپنے دعاوی کا اعلان کررہا تھا۔ جناب قاضی عبید اللہ کے پاس پانچ صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی استفتاء آیا تھاجس میں مرزا کی مختلف کتابوں سے اس کے عقائد سے متعلق عبارات کے اقتباسات نقل کرکے استفتاء طلب کیا گیا تھا۔

چنانچہ جناب قاضی عبید اللہ اس استفتاء کا مفصل و مدلل جواب دینے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں: ''اب ہم اہل اسلام کو معلوم کراتے ہیں کہ جو شخص ایسا دعویٰ کرتا ہے سو وہ نہ نبی ہے کیونکہ نبوت ہمارے نبی کریم خاتم الانبیاء و المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔اور نہ مسیح موعود ہے کیونکہ مسیح موعود عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں جن پر انجیل نازل ہوئی تھی اور اب آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوکے شریعت مصطفویؐ پر حکم فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اور نہ کوئی اولیاء اللہ میں سے ہے کیونکہ اولیاء اللہ اس قسم کے شیطانی دعوے نہیں کرتے جس سے شریعت مصطفویہ منہدم ہو۔ بلکہ یہ شخص جو کفریات کا زعم رکھتا ہے سو اس کے اقوال کسی قسم سے تاویل پذیر نہیں پھر وہ متعدد وجوہ سے شرع شریف کی رو سے مرتد و زندیق و کافر ہے لہذا یہ ان دجالوں میں سے ایک دجال ہے پھر جس نے اُس کی تابعداری کی وہ بھی کافر و مرتد ہے اور شرعا مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اسکی عورت حرام ہو جاتی ہے اور اگر مرتد بغیر توبہ کے مرے گا تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ مسلمانوں کے مقبرے میں اُس کو دفن کیا جائے بلکہ بغیر غسل و کفن کے کتے کے مانند گڑھے میں ڈال دیں''(۵۳)۔

۷- فتاویٰ محبوبیہ مشتمل براعمال صوفیہ

از احمد حسین خان بن محمد عباس علی خان قادری نقشبندی امروہی

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد اور تین سو ساٹھ(۳۶۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع فخرنظام،

حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء شائع کیا گیا(۵۴)۔

چند اہم خصوصیات

۱- یہ مجموعہ دیگر کتب فتاویٰ کی طرح سوال و جواب پر مشتمل نہیں ہے بلکہ کتب وظائف کے طرز پر تحریر کیا گیا ہے اس میں صرف وظائف اوراد کار کا تذکرہ ہے۔ اس مجموعہ کو فتاویٰ کا نام کیوں دیا گیا؟ اس کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

۲- یہ مجموعہ آٹھ (۸) ابواب پر مشتمل ہے ۔ باب اول میں صبح سے ظہر تک، باب دوم میں ظہر سے عصر تک، باب سوم میں عصر سے مغرب تک، باب پنجم میں عشاء سے سحر تک کے اوراد و وظائف تحریر کئے گئے ہیں۔ جبکہ باب ششم اور ہفتم میں ایامِ مخصوصہ اور مختلف قمری مہینوں کے مخصوص اعمال و وظائف اور نوافل کے فضائل کا بیا ن ہے اور باب ہشتم میں متفرق نفلی نمازوں، صلوٰۃ الحاجۃ اور اسمِ اعظم وغیرہ کے فضائل کاذکر ہے۔

۳- اس کے بعد خاتمہ کے عنوان سے شیخ عبد القادر جیلانی کے فضائل و مناقب میں نو(۹) قصیدے ہیں۔

۴- آخر میں شجرہ قادریہ اور نقشبندیہ کی تشریح کرتے ہوئے چونتیس(۳۴) بزرگ صوفیاء کے مختصر حالات زندگی اور ان کے سالانہ عرس کی تاریخیں درج ہیں۔

۵- مختلف اعمال، وظائف اور قرآنی آیات اور سورتوں وغیرہ کو مخصوص اوقات میں ایک معین مقدار کے ساتھ پڑھنے پر ثواب ،فوائد اور فضائل کے بیان کرنے میں مبالغہ آمیزی نظر آتی ہے اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی کہ اتنے فضائل و فوائد کی بنیاد کیا ہے؟ فضائل بیان کرتے وقت اول تو کوئی مستند حوالہ ہی نہیں دیا گیا اور اگر کہیں حوالہ دیا بھی گیا ہے توصرف کتاب کا نام (وہ بھی زیادہ تر غیر معروف ہیں) لکھنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

ذیل میں بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

☆ ''اگر وضو کے بعد ایک بار اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ پڑھے تو ثواب شہیدوں کا ملے اور دو مرتبہ میں ثواب صدیقوں کا اور تین مرتبہ میں ثواب انبیاء کا''(۵۵)۔

☆ ''اذان سنتے ہی کہے مَرْحَبًا بِالْقَائِلِیْنَ عَدْلًا وَ مَرْحَبًابِالصَّلٰوۃِ اَھْلًا. کہ حدیث میں

ہے، اس کو جو بندہ پڑھے اُس کو بیس لاکھ نیک اعمال لکھے جائیں، بیس لاکھ گناہ بخشے جائیں اور بیس لاکھ مدارج بہشت میں بلند ہوں"(۵۶)۔

☆ "دعائے توبہ آدم علیہ السلام" اور "دعائے محفوظی دانیال علیہ السلام" کے عنوانات کے ضمن میں جو طویل ترین دعائیں نقل کی گئی ہیں(۵۷) ان کے بھی حوالے نہیں دیے گئے۔

☆ اسی طرح "دعائے احزاب" کے عنوان کے ذیل میں جو واقعہ عجیبہ اور مخصوص طریقہ سے نوافل ادا کرنے کی جوفضیلت و افادیت ذکر کی گئی ہے(۵۸) اس کا بھی حوالہ نہیں دیا گیا۔ غرضیکہ تقریباً ہرصفحہ پر کوئی نہ کوئی انوکھی اور حیران کن بات دیکھنے کو ملتی ہے۔

۸- فتاویٰ قادریہ

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، ایک سو ستر (۱۷۰) صفحات اور پچھتر (۷۵) متفرق فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مطبع قیصر لدھیانہ سے ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں شائع کیا گیا۔

اس مجموعہ میں علمائے لدھیانہ (مولانا عبد القادر ان کے تین بیٹوں، مولوی محمد، مولوی عبد اللہ، مولوی عبد العزیز، اور مولانا عبد القادر کے بھتیجے مولوی محمد اسماعیل) کے اُن متفرق فتاویٰ کو شامل کیا گیا ہے جوکہ ان کی طرف سے (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء-۱۳۰۸ھ/۱۸۹۱ء کے دوران) جاری کئے گئے تھے۔ مولوی محمد نے ان فتووں کو مرتب کیا۔

چنانچہ مولوی محمد ان فتاویٰ کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "محمد بن مولانا مولوی عبد القادر مرحوم لدھیانوی بیچ خدمت اہلِ اسلام کے عرض کرتا ہے جو فتاویٰ ہمارے خاندان کے متفرق ہیں ان کو ایک جگہ جمع کر کے لکھا جاتا ہے چونکہ کل فیض ہمارے والد بزرگوار کا ہے اس لئے نام اس کا "فتاویٰ قادریہ" رکھا"(۵۹)۔ علماء لدھیانہ کے مفصل حالات اور ان کی مذہبی خدمات ملاحظہ ہوں(۶۰)۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں علماء لدھیانہ کا وہ پہلا تفصیلی فتویٰ موجود ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیا گیا تھا، جبکہ دیگر علماء مثلاً مولانا رشید احمد

گنگوہی وغیرہ نے اس وقت مرزا کے مردِ صالح ہونے کا فتویٰ دیا تھا(۶۱)۔ اور کئی سالوں کے بعد دیگر علماء نے متفقہ طور پر مرزا کے کافرو مرتد ہونے کافتویٰ دیا(۶۲)۔

چنانچہ مولوی محمد اپنے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلماتِ کُفریہ کے اوّل (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء) میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی اس وقت اکثر لوگ ہمارے مخالف رہے بعد میں رفتہ رفتہ کل اہلِ علم نے قادیانی کے ضال مُضل ہونے پر اتفاق کیا''(۶۳)۔

۲- اس مجموعہ میں ان مناظروں کی مفصل روئیدادموجود ہے جوکہ علماء لدھیانہ اور مرزاغلام احمد قادیانی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے درمیان ہوئے(۶۴)۔

۳- اس مجموعہ میں وہ فتویٰ بھی شامل ہے جس میں سرسید احمد خان کو کافر و مرتد قراردیا گیا۔ فتویٰ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو: ''تحریرات سرسید احمد خان سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منکر کُتبِ سماویہ کا صریح طور پر ہے اس کے کافر و مرتد ہونے میں کوئی شبہ نہیں''(۶۵)۔

۴- اس مجموعہ میں چند فتاویٰ(مسئلہ قادیانیت، مسئلہ نیچریت، جمعہ فی القریٰ، روافض کی تکفیر، مولانا رشید احمد گنگوہی کے بعض فتاویٰ کا رد) مدلل ومفصل ہیں(۶۶) جبکہ بقیہ فتاویٰ مختصر ہیں جہاں صرف صورت مسئلہ کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے دلائل بہت کم ذکر کیے گئے ہیں۔

۵- اس مجموعہ میں شامل فتاویٰ اکثر اردو میں ہیں جبکہ کچھ فتاویٰ عربی اور فارسی میں بھی ہیں۔

۹- الفتاویٰ السعدیۃ فی الفروع الحنفیۃ

از محمد سعد اللہ بن نظام الدین حنفی مراد آبادی (۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء-۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء) و لطف اللہ بن سعد اللہ (م۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، ایک سو باون(۱۵۲) صفحات اور ایک سو ستر (۱۷۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مطبع مجتبائی، دہلی سے ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں شائع کیا گیا۔

اس مجموعہ میں شامل فتاویٰ اکثر عربی اور فارسی میں ہیں جبکہ بعض فتاویٰ اردو میں

ہیں۔ یہ فتاویٰ مفتی سعد اللہ، انکے بیٹے مفتی لطف اللہ اور دیگر مختلف مفتیوں کے ہیں۔ ہر فتویٰ کے آخر میں فتویٰ دینے والے مفتی کا نام لکھا ہے۔

مفتی محمد سعد اللہ (۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء) مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے رامپور، نجیب آباد، دہلی اور لکھنؤ کے معروف علماء سے علم حاصل کیا اور سفر حج کے دوران شیخ الحرم الشیخ جمال المکی سے حدیث کی سند حاصل کی۔

تحصیلِ علم کے بعد ''مدرسہ سلطانیہ'' لکھنؤ میں بحیثیت مدرس ان کی تقرری ہوئی کچھ وقت کے بعد اسی مدرسہ میں شعبہ تصنیف و تالیف سے منسلک ہو گئے اور ''تاج اللغات'' کی چند جلدوں کی تکمیل کی اس کے بعد اسی مدرسہ کے صدر مفتی مقرر ہوئے۔ اس مدرسہ میں انتیس(۲۹) سال تک خدمات انجام دینے کے بعد نواب یوسف علی خان رامپوری کی درخواست پر رامپور آگئے اور رامپور کے قاضی ومفتی مقرر ہوئے۔

انکی تصانیف کی تعداد اکیس(۲۱) شمار کی گئی ہے۔ جو کہ نحو، منطق اور عربی ادب سے متعلق ہیں۔

ان کی وفات (۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء) رامپور میں ہوئی(۶۷)۔ مفتی لطف اللہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت اپنے والد مفتی سعد اللہ سے حاصل کی اور والد کی وفات کے بعد رامپور کے قاضی ومفتی مقرر ہوئے۔ انکی وفات (۲۲ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ/۱۱اپریل ۱۹۱۳ء) رامپور میں ہوئی(۶۸)۔

چند اہم خصوصیات

۱۔ اس مجموعہ میں طہارۃ، نماز، اذان، جمعہ و عیدین، جنائز، احکام مساجد کے علاوہ چار فتاویٰ مسئلہ تقلید سے متعلق ہیں۔

۲۔ اکثر فتاویٰ مختصر ہیں جہاں صرف صورت مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے اور دلائل وغیرہ پیش نہیں کیے گئے۔

۳۔ بعض فتاویٰ مفصل اور مدلل ہیں:(۶۹)

☆ مثلاً آیات قرآنیہ کے وقوف سے متعلق فتویٰ

☆ حرف ضاد اور ظاء کی تحقیق

☆ بیس رکعت تراویح کا ثبوت

☆ چلتی ٹرین میں فرض نماز پڑھنا

☆ واجب اور سنت نماز ادا کرنے کے عدم جواز کا فتویٰ

☆ ہندوستان کے دارالحرب و دارالاسلام کی بحث

☆ ہندوستان میں نماز جمعہ کے جواز کی تحقیق

☆ جمعہ کا خطبہ فارسی میں پڑھنے کے متعلق عدم جواز کا فتویٰ

☆ نماز عیدین عید گاہ میں ادا کرنا سنت متواترہ ہے

☆ ویران مسجد کا تعمیری سامان آباد مسجد کی مرمت میں لگانے کی تحقیق۔

۴- اس مجموعہ میں قرآن و حدیث کے علاوہ ھدایہ، فتح القدیر، بحرالرائق، فتاویٰ ظہیریہ، فتاویٰ عالمگیری، شامی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ''شرح صراط مستقیم'' کے حوالے جا بجا ملتے ہیں۔

۱۰- فتاویٰ قیام المِلَّۃِ والدِّین

مرتب: محمد قیام الدین عبد الباری بن عبد الوہاب انصاری (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء-۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، چار سو سینتالیس (۴۴۷) صفحات اور دو سو نو (۲۰۹) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ یوسفی پریس فرنگی محل، لکھنؤ سے ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں شائع کیا گیا۔

اس مجموعہ کو مفتی قیام الدین عبدالباری بن عبد الوہاب انصاری لکھنوی نے مرتب کیا ہے۔ انکی پیدائش (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) لکھنؤ میں ہوئی۔ انہوں نے علماء فرنگی محل سے تعلیم حاصل کی اور سفر حج کے دوران علمائے حرمین شریفین سے بھی استفادہ کیا ان کا شمار تحریک خلافت کے معروف قائدین میں ہوتا ہے۔

جب ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں شاہ عبدالعزیز بن سعود نے شریف حسین کی حکومت ختم کرکے حجاز میں سعودی حکومت کی بنیاد رکھی تو اسوقت مفتی قیام الدین نے شریف حسین کی حمایت

کے لئے ''خدام الحرمین'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کرکے ہندوستان میں سعودی حکومت کے خلاف احتجاجی تحریک شروع کی۔ ان پر فالج کا اچانک حملہ ہوا جس کی وجہ سے۲۶رجب ۱۳۴۴ھ/۱۰ فروری ۱۹۲۶ء میں اِنتقال کر گئے(۷۰)۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ میں شامل فتاویٰ کسی ایک مفتی کے نہیں ہیں بلکہ مختلف علمائے فرنگی محل کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جیسا کہ کتاب کے سر ورق کے عنوان ''کثیر التعداد علمائے فرنگی محل کے مستقل فتاووں اور صدہا متفرق استفتوں کا دنیا میں سب سے پہلا مجموعہ ہے'' سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۲- اس مجموعہ میں عقائد، تعلیم، تقلید اورچند متفرق مسائل مثلاً مسئلہ وحدت الوجود، بشریت رسول، مسئلہ حاضر و ناظر، مروّجہ محافل میلاد و دیگر رسومات، منکرین حدیث، انگریزی تعلیم، تعلیم کتابتِ نسواں سے متعلق فتاویٰ ہیں اس کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے فضائل اور روافض کے مختلف فرقوں کا مفصل تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

۱۱- فتاویٰ لُبسِ حریر و ابریشم

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، ایک سو بیس(۱۲۰) صفحات اور دو فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ نواب لطف الدولہ بہادر کے حکم سے حکیم غلام مرتضیٰ مہتمم ''مجلس اشاعۃ العلوم سرکار عالی'' نے شمع پریس، حیدر آباد دکن سے ۱۹۱۹ء میں شائع کرایا۔

اس مجموعہ میں شامل دونوں فتوے ''چینا سلک'' اور'' ریشمی کھادی'' کی حلت و حرمت کے بارے میں ہیں۔ اس مجموعہ میں دونوں فتوؤں کونقل کر کے ان کی مفصل و مدلل تشریح کی گئی ہے۔ لیکن جن مفتیوں نے یہ فتاویٰ تحریر کیے نہ ان کے نام لکھے گئے ہیں نہ تشریح کرنے والوں کے؟

البتہ علمائے حیدر آباد دکن کی طرف منسوب کرتے ہوئے صرف اتنی وضاحت کی گئی ہے: '' تحری ھذا حریر و ابریشم کی بحث فقہی میں ہے کہ علمائے خجستہ بنیادحیدر آباد دکن صَانَہُ اللّٰہُ عَنِ الشَّرِّ وَالْفَسَادِ سے مختلف فتوے صادر ہوئے ہیں کہ ''چینا سلک'' اور''ریشمی کھادی''

حکمِ حریر میں ہے یا نہیں۔ اکثر اہلِ علم حضرات کی رائے ہے کہ یہ کپڑے حریر نہیں ہیں بلکہ شرعاً مباح لباس ہے۔ دوسرے فریق نے صنفِ حریر سے شمار کیا ہے اور بابِ محظورات میں داخل کیا ہے"(۷۱)۔

حکیم غلام مرتضٰی ان فتوؤں کی مفصل تشریح اور تحقیق کی ضرورت و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "باب افتاء ایک خط مستقیم ہے کہ اقوال ائمہ مذہب و نصوص فقہاء و روایت مفتیٰ بہا سے جواب مسئلہ مستقیم ہوجاتا ہے، لیکن دائرہ افتاء تنگ ہوتا ہے مزید تحقیق و اصولِ فقہ کی اس محدود دائرہ میں گنجائش نہیں ہے۔ بابِ حریر و ابریشم میں اول تو سلف سے اختلاف باقوالِ کثیرہ مروی ہیں۔ دوسرے ریشمی کپڑے کے احکام نصوص و شرع و روایاتِ فقہاء میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں، بناء علیہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف افتاء کی صورت میں ہر دو فتوے کی شرح لکھی جائے۔

اور اس کو رسالہ کی ترتیب پر مرتب کیاجائے کہ باب رسائل و کُتب واسع ہے، مزید تحقیق و ایرادِ نصوص و اقوالِ ائمہ سلف کی زیادہ گنجائش رکھتا ہے لہذا اس تحریر کو ایک مقدمہ ایک مقدمہ خفیفہ اور دو باب پر مرتب کیا گیا مقدمہ میں فتاویٰ علمائے کرام کا حاصل مذکور ہے باب اول میں وہ الفاظ جو نصوص شارع میں بالفاظ مختلفہ ریشمی پارچہ کے احکام میں وارد ہوئے ہیں اور ان کی شرح بیان کی گئی ہے اور باب ثانی میں اقول مذاہب سلف مفصل بوجود استدلال مذکور ہیں اس سے انکشاف حقیقتِ حال فتاویٰ باحسن وجوہ ظاہر ہوتا ہے"(۷۲)۔

چند اہم خصوصیات

۱- ابتدا میں ریشمی کپڑوں کی مختلف اقسام اور ان سے حاصل شدہ ریشمی دھاگہ اور کوالٹی اور ان کا حکم بیان کیا اور بہت سی احادیث جابجا مستند اور مکمل حوالوں سے نقل کی گئی ہیں۔

۲- اقسام ریشم مثلاً الابریشم، الحریر، سندس، دیباج، الاستبرق، الخز، القز، القسی، سیراء، میسراۃ وغیرہ کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں جن میں ان مذکورہ اقسام کی حلت و حرمت کا ذکر ہے اس طرح کی احادیث کونقل کیا گیا اور مذکورہ الفاظ کی بہترین انداز میں

لغات معتبرہ کے حوالہ سے تشریح کی گئی ہے۔

۳- حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کے نام ذکر کیے گئے جن کا مسلک یہ ہے کہ ریشم ہر حال میں حرام ہے اور دلائل میں پچیس مرفوع احادیث نقل کیں گئیں جن سے ان کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے اور اس کے بعد دو احادیث ایسی بھی نقل کیں جن میں عورتوں کیلئے بھی ریشم کی ممانعت آئی ہے۔

۴- مخلوط و مکفوف ریشم کا حکم مدلل بیان کیا گیاہے اور آخر میں ریشم پر بیٹھنے کی ممانعت کی احادیث کو الگ نقل کیا گیا اور بھی ریشم سے متعلق کئی مفید تحقیقات موجود ہیں۔

۵- خصوصاً جابجا فقہ و فتاویٰ کی کتابوں سے مفصل عربی عبارت نقل کی گئیں ہیں جن سے ریشم کے احکام کے بارے میں مفید رہنمائی ملتی ہے۔

چنانچہ دونوں فتاوی کو نقل کرنے اور ان پر مفصل و مدلل بحث کرنے کے بعد آخر میں بطور نتیجہ لکھتے ہیں: ''ناظرین رسالہ کو معلوم ہے کہ اصل استفتاء لباس چنیا سلک ریشمی کھادی کے متعلق تھا جس میں بعض علماء نے حلت کا فتویٰ تحریر فرمایا تھا اس بناء پر مقلدین مذاہب حنفی و شافعی کے واسطے ابتدائے رسالہ میں ہر دو فتویٰ حلت و حرمت کے نقل کیے گئے اور علمائے محرمین کی جانب سے حلت کے فتوے کے جو استدلالات تھے ان کا جواب بشرح و بسط بیان کر دیا گیا۔

اس کے بعد علمائے تحقیق طلب کے مطالعے کے واسطے اس رسالہ میں تمام فقہائے امت سلف و خلف اور ائمۂ مجتہدین امت کے اختلاف و وجوہ استدلالات تحریر کئے گئے۔ جس سے مستعد علمائے اختلاف الامت واصول اختلاف پر مطلع ہو کر تحقیقی نتیجہ نکال سکتے ہیں۔

باقی عوام مقلدین کے حق میں فتوے کا طریقہ دوسرا ہے جس میں اختلاف امۃ المذاھب سے اور انکے اصول و استدلال سے بحث نہیں ہوتی وجوہ استدلالات کی بالاستیعاب تفصیل نہیں ہوتی ہے بلکہ عوام مقلدین جس مذہب کے مقلد و متبع ہوتے ہیں اس میں مذہب کے روایات فقیہ کی بناء پر فتویٰ دیا جاتاہے اور فقہ کا حکم بیان کیا جاتاہے کہ بغیر استعداد علمی کے اختلاف الامۃ کے مسائل کا سمجھنا دشوار ہے۔

ہندوستان میں مقلدین افراد فقہ حنفی، شافعی اور مالکی کے متبع ہیں اسلئے ان مذاھب کی مفتیٰ بہا روایات پر ابتدائے رسالہ میں چینا سلک و ریشمی کھادی کی حرمت پر فتویٰ کونقل کیا گیا ہے اور محللین کے فتویٰ کا جواب دیا گیا ہے جس کا خلاصہ اور قول فیصل یہ ہے کہ جملہ اقسام ریشم کے مردوں پر حرام ہیں، حرمت تمام اقسام لباس حریر کو شامل ہے باریک ہے یا موٹا چھوٹا جسکے انواع عربی زبان میں الریشم، دیباج، اسطبرق، خز، قزقسی، وغیرہا ہیں،،(۷۳)۔

نتیجہ

محققانہ انداز میں دونوں فتاویٰ کی تشریح کی گئی جو کہ اپنے موضوع کے حوالے سے ایک مفصل و مدلل اور مفید تحقیق ہے اور اس میدان میں مزید تحقیق کرنے والے محققین کے لئے رہنماء اصول موجود ہیں۔

۱۲- فتاویٰ نظامیہ: از مفتی رکن الدین

فتاویٰ کا یہ مجموعہ دو جلدوں، آٹھ سو بانوے(۸۹۲) صفحات، اور چھ سو اکہتر (۶۷۱) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مجلس اشاعت العلوم، حیدر آباد دکن سے شائع کیا گیا، سن طباعت ندارد(۷۴)۔

فتاویٰ کے اس مجموعہ کے مؤلف مفتی رکن الدین ہیں(۷۵)۔ یہ فتاویٰ جنوبی ہند کی معروف درسگاہ حیدر آباد دکن کی مشہور اور قدیم دینی دانش کدہ ''جامعہ نظامیہ'' کے دارالافتاء سے جاری کئے گئے۔

چنانچہ مفتی رکن الدین اپنے ان فتاویٰ کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس درس گاہ کے سرپرست اعلیٰ حاجی انوار اللہ خان بہادر کے حکم پر جب ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا اور شیخی و استاذی الحاج الحافظ معین المہام امور مذہبی سرکار نے راقم کو غرّہ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء سے مفتی مدرسہ نظامیہ مقرر فرما کر دارالافتاء کا افتتاح فرمایا تھا حضرت کے فیوض و برکات کی تائید سے راقم اس خدمت کو ۲۵-شعبان ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء تک انجام دیتا رہا اس نو سال کی خدمت میں راقم نے جس قدر

فتوے لکھے ہیں وہ فتاویٰ نظامیہ حصہ اول و حصہ دوم کے نام(۷۶) سے شائع ہو چکے ہیں اور باقی فتوے اس تیسرے حصہ میں شائع کئے گئے ہیں"(۷۷)۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ میں مسائل کا تکرار بہت زیادہ ہے نہ صرف ایک جلد میں مسائل مکرر ہیں بلکہ جلد ثانی میں درج شدہ فتاویٰ اور ان کے عنوانات بعینہٖ جلد ثالث میں بھی موجود ہیں۔
۲- اس مجموعہ میں عقائد، طہارۃ، صلوۃ، زکوۃ، صوم، حج، نکاح و طلاق، بیوع، دعویٰ، شہادت، رہن و قرض، شرکۃ، صیداً ضحیہ، فرائض وراثت، سیر و جہاد اور حظرو اباحت کے متعلق کہیں مفصل اور کہیں مختصر فتاویٰ موجود ہے۔
۳- عام طور پر جوابات میں تفصیل و توضیح کا وصف نمایاں ہے شرح و بسط کے ساتھ مکمل تحقیق کی گئی، اکثر مقامات پر حوالہ جات کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث اور دیگر کتب فقہ و فتاویٰ سے عربی عبارات کہیں مفصل اور کہیں مختصر نقل کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف النوع عمومی مسائل کو بھی مفصل لکھتے ہیں مثلاً مسئلہ تقلید، توسل بالاولیاء اور نذر و نیاز کے متعلق فتاویٰ دیکھیے(۷۸)۔
۴- مفتی رکن الدین صاحب کے مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں دیئے گئے چند تحقیقی فتاویٰ قابل ذکر ہیں۔ مثلاً ہندوستان کے دارالاسلام اور دارالحرب، اختلاف مطالع، روافض، قادیانیت، مفقود الخبر کی بیوی کا حکم، نذر لغیر اللہ، اگر کوئی ہندو فاحشہ عورت جو رزیل قوم سے ہو مسلمان ہوکر کسی مسلمان مرد سے نکاح کرلے اس عورت کے حقوق، قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بعد عربی متن کے شائع کرنے کی ممانعت سے متعلق فتاویٰ(۷۹)۔

۱۳- علمائے کرام و مشائخ عظام کا کھلا فتویٰ

یہ فتویٰ سولہ صفحات پر محیط ہے کتابچہ کی صورت میں، مطبع گلزار احمدی، بمبئی سے ۱۹۲۱ء میں شائع کیا گیا۔ یہ فتویٰ ابو العتیق محمد شفیق "المعروف حکیم شفیق الرحمٰن" نے ۱۳ شعبان ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں صلیب کے بارے میں دیا تھا اس فتویٰ پر ان کے علاوہ دیگر آٹھ (۸) دوسرے مفتیوں کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

☆ استفتاء اور فتویٰ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے: استفتاء؟ آج کل بعض مسلمان شادی وغیرہ کی تقریبات میں ایسے کپڑے اور جھنڈیاں اپنی مجلسوں، مکانوں اور دکانوں پر بطور زینت و آرائش لٹکاتے ہیں یا لگاتے ہیں جن پر صلیب کی شکل بنی ہوتی ہے جو عیسائیوں کا ایک خاص مذہبی و قومی نشان ہے اور ہر مُصلے میں کئی کئی جگہ صلیب بنی ہوئی ہے اور وہ جائے نماز جمعہ وغیرہا تقریبات دینیہ میں مسجد میں بچھائے جاتے ہیں کیا مسلمانو ں کو صلیب یا صلیب کی صورت والی اشیاء کا استعمال از روئے شرع جائز ہے؟

فتویٰ کا خلاصہ

مسلمانوں کو اپنی مجلسوں، مکانوں، دکانوں اور مسجدوں میں صلیب کی صورت والی جھنڈیاں یاکسی اور چیز پر یا اپنے بدن پر صلیبی شکل کی نکٹائی کا استعمال ازروئے کتاب و سنت ہرگز جائز نہیں اور اگر حکمِ شرع جاننے کے بعد بھی ایسی حرکت کی جائے تو یہ خدا اور رسول کی کھلی مخالفت کے ساتھ ساتھ توہین اسلام بھی ہے اور اگر اس پر اصرار و افتخار کیا جائے تو پھر کفر ولعنت اس کا انجام ہے۔

حکیم صاحب نے دلائل میں قرآنِ کریم سے چھ آیات(۸۰) اور دو احادیث(۸۱) عربی متن اور ترجمہ و تشریح کے ساتھ پیش کیں۔ ان آیات و احادیث کی تفسیر و تشریح کے ضمن میں بعض مفسرین اور شارحین حدیث کی آراء نقل کرتے ہوئے تحقیقی انداز میں مدلل و مفصل فتویٰ دیا۔

۱۴- فتاویٰ عثمانی

از محمد مظہر الحق انصاری۔ یہ مجموعہ ایک جلد اور سات سو پچاس ۷۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ حیدر آباد دکن سے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں پہلی بار شائع کیا گیا دوسری بار اس کی اشاعت عبدالمالک عرفانی کی ترتیب و نظرثانی کیساتھ قانونی کتاب خانہ لاہور سے ہوئی لیکن سن اشاعت درج نہیں۔

چند اہم خصوصیات

۱- یہ مجموعہ دیگر فتاویٰ کے مجموعوں کی طرح سوال وجواب پر مشتمل نہیں ہے بلکہ فقہی کتابوں کے طرز پر تحریر کیا گیا ہے(۸۲)۔ اس مجموعہ میں نکاح و طلاق رضاعت، اوقاف، بیوع، عاریہ، ھبہ، جنایات، وصایا اور میراث کے مسائل موجود ہیں۔

۲- صرف صورت مسئلہ لکھنے پر اکتفاء کیا گیا ہے سوائے چند مقامات کے قرآن و سنت اور فقہ و فتاویٰ کی کتابوں وغیرہ سے کہیں بھی کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔

۳- زیادہ تر مسائل ھدایہ، فتاویٰ قاضی خان، عالمگیری اور شامی سے ماخوذ ہیں البتہ کہیں کہیں قدوری، کنز الدقائق، شرح وقایہ، سراجی، فتح القدیر، الاشباہ و النظائر، عنایہ اور کفایہ سے بھی مسائل اخذ کئے گئے ہیں۔

۴- اردو زبان کے حوالہ سے نکاح و طلاق، بیوع وغیرہ کے مسائل بارے میں اچھی کتاب ہے جو شخص صرف مسائل دیکھنا سیکھنا چاہتا ہو تو اسکے لیے یہ کتاب فائدہ سے خالی نہیں۔ زبان عام فہم ہے اور سلیس اردو ہے ایک معمولی پڑھا لکھا آدمی آسانی سے مسائل دیکھ کر سمجھ سکتا ہے جس کو صرف مسائل سے غرض ہو نہ کہ تفصیل اور دلائل سے جبکہ بیع، شفعہ اور اوقاف وغیرہ کو کافی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۵- فقہی اصطلاحات جو کہ فقہ کی عربی کتابوں میں بکثرت استعمال ہوتی ہیں، ان اصطلاحات کو عموماً اُردو کی کتابوں میں بھی جوں کا توں لکھ دیا جاتا ہے جبکہ انصاری صاحب نے ہر عنوان کو شروع کرنے سے قبل تمام فقہی اصطلاحات کی آسان اردو میں تعریف کردی ہے۔ مثلاً کتاب النکاح کو شروع کرنے سے پہلے نکاح کے متعلق پینتیس(۳۵)فقہی اصطلاح کی تعریف کی گئی ہے اسی طرح کتاب البیوع کے شروع میں اٹھائیس(۲۸) فقہی اصطلاح کی تعریف بیان کی ہے(۸۳)۔ جب بھی کوئی نیا عنوان لکھتے ہیں تو اس میں مستعمل فقہی اصطلاح کی تعریف آغاز میں لکھ دیتے ہیں(۸۴)۔

۶- بعض مقامات پر کئی کئی صفحات عربی عبارات کے نقل کر دیئے گئے ان کا ترجمہ نہیں کیا گیا(۸۵) جس سے مؤلف کے دعوی ''بہی خواہان ملک و قوم کا اہم ترین فرض یہ ہے کہ بذریعہ تالیف کتب علمیہ زبان ملکی کو خازن علوم بنادیں''(۸۶) کی نفی معلوم ہوتی ہے۔

۷۔ حیدر آباد دکن کی حکومت کی جانب سے فتاویٰ کے کئی مجموعے شائع ہوئے[۸۷]۔ مگر کسی مفتی یا عالم نے حکام کی اس انداز میں مدح و ثناء بیان نہیں کی جس انداز میں جناب انصاری صاحب نے مبالغہ آمیزی سے کام لیا[۸۸]۔

۱۵- فتاویٰ صدارت العالیہ: از محمد رحیم الدین۔

جناب محمد رحیم الدین[۸۹] کے فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد ایک سو باسٹھ (۱۶۲) صفحات اور ایک سو پچاس (۱۵۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مطبع برقی اعظم جاھی، حیدر آباد دکن سے ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں شائع کیا گیا۔

چند اہم خصوصیات

۱- یہ مجموعہ عہد آصفی کے فتاویٰ کی یادگار ہے جس میں قدیم علمی و ادبی اور اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کے سرکاری دار الافتاء سے جاری کردہ فتاویٰ شامل ہیں۔ کتاب کے سرورق پر یہ سرخی نمایاں ہے ''مجموعہ مہمات مسائل و احکام فقہیہ مجریہ محکمہ شیخ الاسلام صدر الصدور دولت علیہ آصفیہ موسوم بہ فتاویٰ صدرات العالیہ''۔

۲- یہ مجموعہ اپنے حجم اور تعداد فتاویٰ کے لحاظ سے اگرچہ مختصر ہے لیکن تقریباً اکثر موضوعات ''مثلاً طہارۃ، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، نکاح و طلاق، وقف، بیوع، قضاء، ھبہ، شفعہ، ذبائح، حظر و اباحت، رہن، جہاد، عتاق، وصایا اور فرائض سے متعلق چیدہ چیدہ مسائل کا مختصر مگر مدلل حل پیش کیا گیا ہے۔

۳- اکثر فتاویٰ مختصر مگر مدلل بحوالہ ہیں پہلے سوال کا مختصر جواب اردو میں تحریر کیا گیا ہے اس کے بعد بطور حوالہ عربی عبارات نقل کی گئی ہیں، حوالہ جات مکمل دیئے گئے ہیں۔

۴- قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے علاوہ اکثر و بیشتر حوالہ جات شیخ احمد ملا جیون کی ''التفسیرات الاحمدیہ''، درمختار، شامی، فتاویٰ عالمگیری، ھدایہ، فتح القدیر، فتاویٰ قاضی خان، بحرالرائق، کنزالدقائق اور بدائع صنائع کے ہیں اور حسب ضرورت قرآنی آیات اور احادیث کے حوالے جا بجا دیئے گئے ہیں۔ بہر حال منجملہ فتاویٰ کا ایک مختصر اور مدلل مجموعہ ہے۔

بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں جن سے رحیم الدین کے افتاء کے انداز اور طرز تحریر کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

۱- استفتاء ؟

غیر مسلم کا روپیہ تعمیر مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہوگا ؟(۹۰)۔

فتویٰ

درست نہیں، کما قال تعالیٰ: مَاکَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ.(۹۱) ہاں اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو رقم دے دے اور وہ اپنی طرف سے تعمیر مسجد میں رقم مذکور صرف کردے تو مضائقہ نہیں ہے۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ(۹۲) اور تفسیر احمد مصنفہ ملاجیون" میں آیت: وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا(۹۳) کے تحت میں ہے وقال صاحب المدارک : وقِیْلَ کُلّ مَسْجِدٍ بُنِیَ مُباهاةً اَوْ رِیاءً اَوْسُمْعةً ، اَوْلِغَرضٍ سِویٰ اِبتغاء وجهِ اللّٰهِ اَوْ بِمالٍ غیرَ طیِّبٍ فَهولاحقٌ بِمسجد ضرار(۹۴)۔

۲- استفتاء ؟

عیدین وغیرہ میں اگر حائضہ عورت کے ہاتھ کا کھانا پکایا ہوا ہو تو اسکو کھانا اس پر فاتحہ بزرگان دین کی دینا جائز ہے ؟

فتوی

حائضہ عورت کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا جائز ہے اور اسمیں فاتحہ یا عید وغیرہ کے کھانے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ فتح القدیر ۱:۱۴۷، باب الحیض میں ہے: اَخرج الجماعةُ الاالبخاری انَّ الیهودَ کانوا اذا حَاضتِ المَراةُ مِنهم لَمْ یُؤاکِلُوها وَلَمْ یُجامِعُوها فِی البُیُوتِ فسالتِ الصحابةُ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم عَن ذلک فانزلَ الله تعالیٰ وَیَسئَلونک عنِ المحیض ، فقال النبیا اِصنعوْاکلَّ شیٌ الاالنّکاح، وَ فِی روایةِ الاالْجماع والله اعلم بالصواب(۹۵).

۴- الاستفتاء ؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نابینا ہے بنیت سوال عام راستوں اور نامناسب مقامات پر قرآن مجید پڑھتا ہے؟۔

فتوی

فقراء جو شاہراہوں پر قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اسمیں تین قباحتیں ہیں۔

☆ قرآ ن پاک کو ذریعہ بھیک مانگنے کا بنایا جاتاہے اور یہ منع ہے اللہ پاک کا ارشاد ہے: وَلَاتَشْتَرُوْا بِاٰیَاتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا.

☆ قرآن پاک کی ایسے مجمع میں تلاوت کیجاتی ہے جہاں اس کا کوئی دلجمعی سے سننے والا نہیں ہوتا اور یہ بھی منہی عنہ ہے کشف الغمہ میں ہے: کان ینھیٰ عنْ قِراۃِ بِمَحضَرۃِ مَن لایصغی الیہ اور یہ مکروہ ہے۔

☆ حدیث شریف میں ہے: عنِ النبی ا انّہ کَرِہ رفع الصوتِ عندَ قراۃِ القرآن، حدا یۃ التنزیل: صفحہ ۱۷۶۔

لہذا حاکم وقت کو ایسے معاملات میں مداخلت کا حق حاصل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب[۹۶]۔

۱۶- فتاوی عثمانی

از سید منور الدین۔ فتاویٰ کا یہ مجموعہ پانچ جلدوں، ایک ہزار چھیاسی صفحات (۱۰۸۶) اور آٹھ سو تین (۸۰۳ فتاوی پر مشتمل ہے۔ ۷۷ سوبھراج چیتول روڈ، گاندھی گارڈن کراچی سے ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء میں شائع کیا گیا۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ کے مؤلف مولوی سید منور الدین ہیں[۹۷] ان کا یہ مجموعہ پچیس (۲۵) جلدوں پر مشتمل ہے[۹۸] جس کی صراحت مؤلف نے خود کی[۹۹]۔

۲- یہ مجموعہ فتاویٰ کے دیگر مجموعوں کی طرح سوال و جواب پر مشتمل نہیں بلکہ مسائلِ فقہ کی

کتابوں کے طرز پر تحریر کیا گیا ہے جس میں صرف مسائل کا ذکر ہے۔ زبان آسان اور سہل ہے، نہ کسی اختلافی مسئلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی اختلاف کی طرف کوئی اشارہ۔

۳- جلد ثانی صلوٰۃ، جلد ثالث زکوٰۃ، جلد رابع صوم و اعتکاف، جلد ششم حج و عمرہ اور جلد تیئس(۲۳) میراث کے مسائل پر مشتمل ہے[۱۰۰]۔

۴- مسائل بیان کرتے وقت نہ حوالہ نقل کرتے ہیں اور نہ دلائل، البتہ بعض اوقات قران کریم کی آیت یا حدیث نقل کردیتے ہیں۔ ہر جلد کے آخر میں ''ان کتابوں سے مدد لی گئی ہے'' کے عنوان کے تحت کتابوں کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔

۱۷- فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاوی قادریہ

از مفتی عبدالقادر (م ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء)۔ فتاوی کا یہ مجموعہ ایک جلد، دوسو چونسٹھ (۲۶۴) صفحات اور دو سو انسٹھ (۲۵۹) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ ۱۹۶۵ء میں فرنگی محل کتاب گھر لکھنؤ سے شائع کیا گیا۔

اس مجموعہ کی ترتیب و تبویب مفتی محمد رضا انصاری نے کی مفتی عبدالقادر نے تقریباً چالیس تک دارالافتاء (فرنگی محل) میں افتاء کی خدمات انجام دیں[۱۰۱] ان کی وفات صفر۱۳۷۹ھ/اگست۱۹۵۹ء میں ہوئی[۱۰۲]۔

چند اہم خصوصیات

۱- اس مجموعہ میں شامل فتاوی کی کمی کے بارے میں مفتی محمد رضا انصاری وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مفتی محمد عبدالقادر نے کم و بیش چالیس سال تک دارالافتاء (فرنگی) کی ذمہ داریاں باحسن وجوہ انجام دیں ان کے جوابات کی نقل مرحوم مولوی محمد روح اللہ (فرنگی محل) نائب منصرم مدرسہ نظامیہ آخرتک رکھتے تھے۔

جب فتاویٰ کی اشاعت کا ارادہ ان کے سامنے ظاہر کیا تو انہوں نے پورا ذخیرہ حوالے کردیا اس میں سے ان فتووں کا ا س کتاب کے لیے انتخاب کیا گیا جو یا تو عام طور پر پوچھے جاتے ہیں یا جن کے بارے میں خاص طو رپر علمائے فرنگی محل کا مسلک جاننے کی خواہش پائی جاتی ہے[۱۰۳]۔

۲- کتاب العلم (۲۸فتاویٰ)، الحظر والاباحۃ(۳۵فتاویٰ)، نکاح(۵۵فتاویٰ)، طلاق(۲۵ فتاویٰ)، طہارۃ(۱۰فتاویٰ)، صلوۃ(۶۵فتاویٰ)، صوم(۱۰فتاویٰ)، زکوۃ (۷فتاویٰ)، حج (۳فتاویٰ) اور وقف سے متعلق(۲۱فتاویٰ) شامل ہیں۔

۳- اکثر فتاوی اردو زبان میں ہیں البتہ چند فتاوی فارسی میں بھی ہیں زیادہ تر فتاوی مختصر ہیں جہاں اختصار کیساتھ صرف صورت مسئلہ کی وضاحت کی گئی البتہ بعض اختلافی و نزاعی مسائل میں کے بارے میں تفصیلی فتاویٰ موجو دہیں جہاں دلائل و حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۴- جہاں کہیں بطور حوالہ کے قرآنی آیا ت، احادیث یا فقہ و فتاویٰ کی کتابوں سے عربی عبارات پیش کرتے ہیں تو ان کا اردو میں ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۵- حوالاجات انتہائی مجمل ہیں، مثلاً قرانی آیت یا حدیث نقل کرتے وقت اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ آیت کونسی سورۃ میں ہے یا حدیث کس کتاب سے لی گئی ہے البتہ کہیں کہیں صرف حدیث کی کتاب کا نام لکھا گیا ہے۔

۶- دیگر کتابوں کا حوالہ دیتے وقت بھی صرف کتاب کا نام لکھنے پر اکتفاء کیا گیاہے۔

۷- جبکہ بعض دفعہ کتاب کے بجائے صرف مؤلف کا نام لکھ دیا گیا ہے لیکن اسکی وضاحت نہیں کی گئی کہ مؤلف کا یہ قول یا فتویٰ انکی کس کتاب میں ہے؟۔

☆ مثلاً فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں: شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ حضرت شاہ ولی اللہؒ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ عظام کے اخذبیعت وخرقہ کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں''۔

☆ ''مولانا بحرالعلوم تحریر فرماتے ہیں'' ، ''استاذ الہندحضرت مُلانظام الدین محمدؒ، مصرکی تعریف میں یہ فرماتے ہیں''

☆ علامہ معین الدین شرح کنز میں لکھتے ہیں''[۱۰۴]۔

۸- اس مجموعہ میں شامل چند تفصیلی وتحقیقی فتاوی کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں[۱۰۵]:

☆ بھوت پریت کی حقیقت

☆سلسلہ نقشبندیہ کی تحقیق

☆ عالم مثال کی تشریح
☆ سجادہ نشین کے مفہوم، شرعی و عرفی کی تحقیق
☆ ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام تعظیمی کی تحقیق
☆ جمعہ کے دن آذان ثانی کا مسئلہ
☆ ریڈیو کی خبر سے رویت ہلال کا حکم
☆ سونے اور چاندی کے نصاب زکوۃ کی تحقیق ۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ ، ص: ۶۔
۲۔ لدھیانوی، ابنِ انیس حبیب الرحمٰن، مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر سب سے پہلا فتوئے تکفیر، ص۲۷، رئیس الاحرار اکادمی فیصل آباد ، ۱۹۹۷ء
۳۔ یہ مجموعہ عربی میں بھی دستیاب ہے جو مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے شائع کیا گیا ہے۔
۴۔ عبد الحی الحسنی، نزہتہ الخواطر، ۸:۲۵۰۔
۵۔ ایضاً، ۸:۲۵۱۔
۶۔ ایضاً، ۸:۲۵۱
۷۔ منگلوری، سید طفیل احمد، مسلمانوں کا روشن مستقبل ، ص : ۱۵۸۔
۸۔ اشرف علی تھانوی، قصص الاکابر لقصص الاصاغر، ص:۲۱۰، المکتبہ الاشرفیہ، لاہور، سن ندارد۔
۹۔ عبد الحی الحسنی، نزہتہ الخواطر، ۸:۲۵۵۔
۱۰۔ مجموعتہ الفتاویٰ، ۱:۱۰۹، ۱۳۱، ۱۶۸، ۲۱۸۔ ۲:۴۹، ۲۳۲، ۲۹۳۔
۱۱۔ مثلاً شفاعت کبریٰ سے متعلق فتویٰ دیتے وقت پندرہ (۱۵) کتابوں سے دلائل نقل کئے، دیکھئے،۳:۱۵۶۔
۱۲۔ تفصیل دیکھے،۱: ۵۹ ، ۶۹۔۲: ۱۴۵، ۲۰۶۔۳:۲۳۸۔
۱۳۔ مثلاحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے اسلام، آپ کو یادافع البلاء کہنے، فرض نمازوں کے بعد بآواز بلند ذکر اور مروجہ محافل میلاد سے متعلق دیے گئے فتاویٰ قابلِ ذکر ہیں تفصیل کے لئے

دیکھئے، ۱:۹۳،۳:۱۰۹،۲:۱۹۷،۲:۱۹۹، ۳:۲۵۸۔

۱۴۔ ایضاً، ۱: ۹۵۔

۱۵۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم و الملوک، ۴: ۳۸۴، مطبعہ الاستقامہ با لقاہرہ ، ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء۔

۱۶۔ بصری، ابو عبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ ، ۵:۱۰۹۔

☆ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر ، تاریخ الامم و الملوک ،۵:۳۳۔

۱۷۔ مجموعۃ الفتاویٰ ، ۱:۱۸۹، ۲:۲۲۶۔

۱۸۔ ایضاً، ۱ : ۲۳۷، ۲:۱۴۸، ۵۱ ا، ۱۷۳۔

۱۹۔ ایضاً ، ۱:۱۲۳، ۲۳۷۔

۲۰۔ ہند وستان کے دارالاسلام اور دار الحرب کے بارے میں تفصیل باب نمبر۴ میں دیکھئے۔

۲۱۔ شاہ صاحب تفصیلی فتویٰ دیتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں: ''علماء کرام کی ایک تیسری جماعت بھی ہے اس نے اس سے بھی ترقی کی ہے اور یہ کہاہے کہ دارالحرب اس کو کہتے ہیں کہ وہاں کوئی مسلمان اور نہ کوئی کافر ذمی امن میں سابق پناہ کے ذریعے سے ہو۔ خواہ وہ بعض شعائر اسلام وہاں ترک کیے گئے ہو یا نہ کئے گئے ہوں اور خواہ باعلان شعائر کفر نے رواج پایا ہو یا نہ پایا ہو اور اسی قول ثالث کو محققین نے ترجیح دی ہے اور باعتباراس قول ثالث کے عملداری انگریز کی اور انکے مانند دوسرے غیر اہل اسلام کی عملداری بلاشبہ دار الحرب ہے''۔

مزید تفصیل دیکھئے:ایضاً ،فتاویٰ عزیزی ،صفحات :۴۵۴-۴۵۵، ۵۸۲-۵۸۴ ،☆۔

☆ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی،ص: ۵۸۴، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء۔

۲۲۔ یہ مجموعہ در اصل چار جلدوں پر مشتمل تھا (دیکھئے: عبد الحی الحسنی ، ، نزھۃ الخواطر ۸:۲۹۳)۔ بقیہ تین جلدیں نایاب ہیں صرف تیسری جلد مل سکی ہے۔ یہ مجموعہ چونکہ ایک صدی قبل شائع ہوا تھا اس لئے کتاب کافی بوسیدہ حالت میں دستیاب ہوئی ہے اور جگہ جگہ کرم خوردہ ہے۔

۲۳۔ عبد الحی الحسنی، نزھۃ الخواطر، ۸: ۲۹۲۔

۲۴۔ ایضاً،۸: ۲۹۲۔

۲۵۔ ایضاً،۸: ۲۹۳۔

۲۶۔ عبد الحی الحسنی، نزهة الخواطر، ۸: ۲۹۳ ۔

۲۷۔ جامع الفتاوی، ۳:۳۔

۲۸۔ ایضاً، ۳: ۳۰۶ ۔

۲۹۔ تفصیل دیکھئے: جامع الفتاویٰ ،صفحات :۳۸،۴۳،۵۰،۵۲،۵۵۔

۳۰۔ فتاویٰ مسعودی ،ص : ۹-۱۰۔

۳۱۔ ایضاً، ص:۱۷۔

۳۲۔ ایضاً، ص:۲۴۔ .

۳۳۔ ایضاً، ص :۴۲۔

۳۴۔ ایضاً ، ص :۴۵۔

۳۵۔ ایضاً ، ص :۴۶ ۔

۳۶۔ ایضاً ، ص :۵۷۔

۳۷۔ ایضاً ، ص :۵۷-۵۹۔

۳۸۔ تفصیل دیکھئے، صفحات ۴۶۶-۴۷۲۔

۳۹۔ تفصیل ملاحظہ ہو: ایضاً ،صفحات:۸۳،۹۶،۱۸۱،۸۵،۲۳۶،۲۰۳،۴۳۲،۴۴۲،۴۲۳ ۔

۴۰۔ اس مجموعہ کو مندرجہ بالا نام سے موسوم کرنے کی وجہ اور دیگر تفصیل کے لئے دیکھئے :فتاویٰ علماء حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ، ص: ۲۔

۴۱۔ ایضاً ،صفحات ۲۶-۳۷۔

۴۲۔ ایضاً ،صفحات ۱-۲۶۔

۴۳۔ ایضاً ،صفحات ۲۶- ۳۷۔

۴۴۔ ایضاً ،صفحات ۳۷-۴۲۔

۴۵۔ ایضاً ،صفحات۴۸- ۵۰۔

۴۶۔ ایضاً ،صفحات۴۶- ۸۳۔

۴۷۔ ایضاً ،صفحات ۹۰- ۱۱۲۔

۴۸۔ فتاویٰ ارشادیہ ، ۱:۴۔

۴۹۔ عبد الحی الحسنی ، نزھۃ الخواطر ،۸:۵۷ ۔

۵۰۔ ایضاً ،۸:۵۸ ۔

۵۱۔ تفصیل ملاحظہ ہو: فتاویٰ ارشادیہ،جلداول،صفحات: ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۶۵ ،۷۷، ۹۸، ۱۲۸۔

۵۲۔ مزید تفصیل ملاحظہ ہو :عبد الحی الحسنی، نزھۃ الخواطر،۸:۳۲۰ ۔

۵۳۔ فتویٰ در تکفیر عروج جسمی و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام،صفحات : ۶۶-۶۷۔

۵۴۔ نوٹ :مؤلف کے تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

۵۵۔ فتاویٰ محبوبیہ مشتمل بر اعمال صوفیہ، ص:۵۸۔

۵۶۔ نوٹ : یہاں یہ لکھا ہے کہ حدیث میں ہے لیکن نہ حدیث کی عبارت نقل کی اور نہ ہی حوالہ دیا۔ تفصیل ملاحظہ ہو : ایضاً ص: ۶۰۔

۵۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ،ایضاً ،صفحات : ۳۱۱ ،۲۱۳-۲۱۳۔

۵۸۔ ایضاً صفحات : ۳۰۹-۳۱۰۔

۵۹۔ فتاویٰ قادریہ ،ص:۱۔

۶۰۔ لدھیانوی، ابنِ انیس حبیب الرحمٰن، مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر سب سے پہلا فتوئے تکفیر، ص۲۷۔

۶۱۔ فتاویٰ قادریہ ،ص:۳-۴۔

۶۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں دیے گئے فتاویٰ کی تفصیل دیکھئے: دلاوری ،ابو القاسم رفیق، رئیس قادیان،صفحات:۱۰-۱۰۵،۱۸۶، ۲۱۳، ۳۰۴،۳۴۱،۳۶۱۔☆ نیز ملاحظہ ہو ، بٹالوی ،محمد حسین ، ''پاک و ہند کے علماء اسلام کا اوّلین متفقہ فتویٰ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو کار دائرہ اسلام سے خارج ہیں'' دارالدعوۃ السلفیۃ، لاھور،۱۹۸۶ء۔

۶۳۔ فتاویٰ قادریہ ،ص: ۲۶۔

۶۴۔ تفصیل دیکھئے، ایضاً، صفحات : ۱-۴۷۔

۶۵۔ ایضاً ،ص : ۵۱

۶۶۔ تفصیل دیکھئے، ایضاً ،صفحات : ۱- ۴۷،۶۱،۸۹، ۱۳۷، ۱۵۹۔

۶۷۔ مزید تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں: عبد الحی الحسنی، **نزھۃ الخواطر**،۷:۲۲۱، نیز الفتاویٰ السعدیۃ فی الفروع الحنفیۃ، صفحات :۷-۸۔

۶۸۔ مزید تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں : عبد الحی الحسنی؛ **نزھۃ الخواطر** ،۸:۴۰۴۔

۶۹۔ تفصیل ملاحظہ ہو: الفتاوی السعدیہ فی الفروع الحنفیہ، صفحات: ۳۸-۴۲، ۴۲-۴۸، ۶۵-۶۷، ۹۲-۹۹، ۱۰۰-۱۰۲، ۱۰۸- ۱۱۶، ۱۱۸-۱۲۳، ۱۳۷-۱۴۰

۷۰۔ عبد الحی الحسنی، **نزھۃ الخواطر**، ۸:۲۳۰۔

۷۱۔ فتاویٰ لُبسِ حریر و ابریشم ،ص:۱۔

۷۲۔ ایضاً، ص: ۲ ۔

۷۳۔ ایضاً، صفحات: ۱۱۳-۱۱۴۔

۷۴۔ سن طباعت نہیں لکھا گیا البتہ ہر جلد کے آخر میں مفتی صاحب نے فتاویٰ کی تکمیل کی تاریخ درج کردی ہے۔ وہ بالترتیب ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء، ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء ہے۔ تفصیل دیکھئے: فتاویٰ نظامیہ، ۲:۴۹۰،۳:۳۸۳۔

۷۵۔ نوٹ: مفتی صاحب کے تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

۷۶۔ فتاویٰ کا یہ مجموعہ مؤلف کی صراحت کے مطابق تین جلدوں پر مشتمل تھا لیکن اس وقت اس کی جلد ثانی وثالث ہی مل سکی ہے جلد اوّل کہیں بھی دستیاب نہیں۔

۷۷۔ فتاویٰ نظامیہ،۳: ۳۸۳۔

۷۸۔ فتاویٰ نظامیہ ،۲:۳۲ ۔

۷۹۔ تفصیل ملاحظہ ہو، جلد دوم: صفحات، ۱۱۵-۱۱۹،۱۴۲-۱۵۱، ۱۵۹-۱۶۴، ۲۱۷-۲۲۲، ۲۳۲-۲۳۳، ۲۶۱-۲۷۳، ۲۷۵-۲۷۷۔ جلد سوم: صفحات، ۳۱۷-۳۲۰ ۔

۸۰۔ البقرہ : ۱۰۴، ۱۰۵،۱۰۹، ۲۰۸،آلِ عمرآن : ۱۱۸،المائدہ : ۹۰۔

۸۱۔ حدیث اول ملاحظہ ہو: ابوداؤد، سننِ ابی داؤد ، ۳: ۴۷،(رقم : ۴۰۳۱) نیز مسندِ احمد، ۲:۶۹ (رقم، ۵۱۱۳)۔

☆ دوسری حدیث دیکھئے، بخاری، **صحیح البخاری**،۲:۸۸۰ نیزمسندِ احمد، ۶:۶۰، (رقم: ۲۴۳۱۵)۔

۸۲۔ نہ معلوم اس مجموعہ کو فتاویٰ کا نام کیوں دیا گیا کیونکہ افتاء کی شرائط مؤلف میں مفقود ہیں جس کا وہ خوداعتراف کرتے ہیں ’’میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ نہ میں عالم ہوں نہ فقیہ ہوں‘‘

فتاویٰ عثمانی، ص: ۴، حالانکہ افتاء کی شرط اول مفتی و فقیہ ہونا ہے۔

۸۳۔ ایضاً، صفحات :۵-۷ ، طلاق سے متعلق اصطلاحات دیکھئے ، ۱۲۲، ۳۶۹-۳۷۲۔

۸۴۔ ایضاً، صفحات:۵۴۶-۵۴۷، ۵۹۵، ۶۳۷-۶۵۰

۸۵۔ ایضاً ،صفحات:۱۱۹- ۱۲۱، ۲۷۶-۲۸۰۔

۸۶۔ ایضاً ،ص :۱

۸۷۔ مثلاً فتاویٰ نظامیہ ، فتاویٰ لبس حریر وابریشم اور فتاویٰ صدراوت العالیۃ۔

۸۸۔ مؤلف نے سلطان کی تعریف کے لئے اپنی کتاب کے دو صفحات وقف کردیئے بطور نمونہ چند اقتباسات پیش خدمت ہیں جس سے مصنف کے مزاج و صفات کو سمجھنے میں مدد مل سکی ہے ''چند روز سے مؤلف کے دل میں یہ خیال تھا کہ صاف وسلیس اردو زبان میں ایک فتاویٰ ترتیب دینا چاہئے..... یکایک ''جامع عثمانیہ یونیورسٹی'' کے قیام سے معلوم ہوا کہ میرا یہ خیال پرتوہ خیالات ظلِ سبحانی ہے اس وجدان کے ساتھ ہی عجیب و غریب بشاشت و ہمت پیدا ہوگئی کہ اس تالیف کو نام نامی اسم سبحانی شرف نسبت حاصل ہو جائے تو یہ شرف باعث برکت اور قبول عام و بقاء دوام ہوگا... چنانچہ ظل سبحانی نے اپنی مشہور عالم قدردانی علم و دین پناہی سے معتمدی امور عامہ کے نام فرمان واجب لاذعان نافذ فرمایا کہ مؤلف کو اطلاع دیجائے کہ وہ اپنی تالیف کو نسبت نام نامی اسم گرامی سے مشرف کرے...ظل سبحانی کی پیشگاہ سے یہ بھی فرمان مبارک شرف صدور لایا کہ فتاویٰ عثمانی کو باخراجات سرکاری شائع کیا جائے اور مؤلف کو صلہ کی نسبت معروضہ پیش کیا جائے چنانچہ مؤلف کو ایک ہزار روپیہ صلہ تالیف مرحمت ہوئے۔ شرعاً بادشاہ اسلام کی حمد و ثناکرنا واجب ہے مگر مؤلف اپنی ہیچمدانی اورحضرت ظل سبحانی آیۃ مِن آیاتِ رَبّانِی اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی صدیق عترت حیدر شجاعت مسمیٰ جامع قرآن رستم زمان حاتم دوران سلطان ابن سلطان حضور پر نور میر عثمان علی خان محی الملۃ والدین حامی دین مبین آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ بہادر خلد اللہ ملکہ کی علوشان کو دیکھ لایمکن الثناء کماکان حقہ وردزبان پر تھا کہ خود بخود تائیدغیبی منجانب اللہ پر چار مصرع موضوع ہوگئے۔

دبدبہ اسلام کا احکام سلطانی میں ہے شان صدیقی طریف ظل سبحانی میں ہے
آصفی سطوت میں ہے مظہر جلال حیدری دور فاروقی کی صولت دور عثمانی میں ہے

تفصیل کے لئے دیکھئے فتاوی عثمانی صفحات: ۱-۴۔

۸۹۔ اس مجموعہ کے مؤلف محمد رحیم الدین کے بارے مزید تفصیل معلوم نہیں۔
۹۰۔ فتاوی صدارت العالیہ،ص: ۲۔
۹۱۔ التوبة :۱۷۔
۹۲۔ التوبة :۱۸ ۔
۹۳۔ التوبة:۱۰۷ ۔
۹۴۔ ملا جیون، شیخ احمد، التفسیرات الاحمدیہ ، مکتبہ حقانیہ ، پشاور۔
۹۵۔ فتاویٰ صدارت العالیہ،ص: ۴۰۔
۹۶۔ ایضاً،ص: ۱۲۸۔
۹۷۔ مؤلف کے بارے میں تفصیل معلوم نہیں کتاب کے ٹائٹل پر صرف اتنی عبارت لکھی ہے''مولوی سیّد منوّر الدین، رئیس دہلی، خلف فاضلِ اجل عالم بے بدل حاجی الحرمین الشریفین عالیجناب شمس العلماء مولوی سید محمد ضیاء الاسلام خان صاحب خان بہادر ایل ایل ڈی، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دہلی و پنجاب، رئیس اعظم دہلی''
۹۸۔ وضاحت: کوشش کے باوجود اس مجموعہ کی صرف پانچ جلدیں مل سکیں۔ جلد ۲، ۳، ۴ مجلس علمی کراچی سے، جلد ۶ انجمن ترقی اردو کراچی پاکستان کی لائبریری سے اور جلد ۲۳ کتب خانہ مولانا محمد علی، مکھڈ شریف ضلع اٹک، پنجاب سے دستیاب ہوئیں۔
۹۹۔ دیکھئے فتاویٰ عثمانی، ۲: ۱۲۸ ۔
۱۰۰۔ مؤلف کے اس طرز تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے ہر جلد میں صرف ایک عنوان سے متعلق مسائل بیان کئے ہیں۔
۱۰۱۔ فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ،ص:۶۔
۱۰۲۔ ایضاً،ص : ۱۔
۱۰۳۔ ایضاً،ص : ۶۔
۱۰۴۔ تفصیل ملاحظہ ہو، فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ، صفحات: ۲،۵،۱۵۷،۲۴۷۔
۱۰۵۔ تفصیل دیکھئے، فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ، صفحات: ۲-۴، ۴-۷، ۸-۱۲، ۱۳-۱۶، ۳۳-۳۸، ۱۶۷-۱۶۹، ۲۰۱-۲۰۶، ۲۴۴-۲۵۲